حدوداور قصاص میں عورت کی گواہی

☆ ڈاکٹر رشید احمد

☆☆ عبدالمنان

Evidence of Woman in Islamic Perspective

Dispensation of justice is a prerequisite for any society to move forward. The concept of justice encompasses whole spheres of life. The judicial system of Islam is based on very strong footings. According to the Sharia, testimony is one means of proof. One aspect of it is 'evidence of woman' which has been discussed by the jurists in detail.

According to the majority opinion, evidence of woman is acceptable only in civil cases and Ta'azirat., while it is not acceptable for the punishment of Hudood and Qisas. They have based their opinion on some verses of the Holy Quran and the Traditions, while there is a strong opinion of some other jurists that there is no restriction on the evidence of woman in all kinds of cases.

This article deals with the issue in which different opinions of the jurists have been presented with their arguments.

معاشرہ کوئی بھی ہو اس میں نیک اور بد ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔اور معاشرہ میں بعض اوقات قصداً اور بعض اوقات غلط فہمی کی بنیاد پر دیوانی اور فوجداری دونوں قسم کے تنازعات اٹھ کھڑے ہوجاتے ہیں جن کے حل کے لئے عدالتوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔اور عدالتی نظام میں طریقہ ہائے اثبات کے حوالہ سے شہادت کا بہت اہم مقام ہے۔

☆ لیکچرر، شیخ زاید مرکزِ اسلامی، جامعۂ پشاور۔

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاء کالج یونیورسٹی آف پشاور۔

الشہادۃ کا لغوی معنیٰ حاضر ہونا، معائنہ کرنا اور اطلاع پانے کے ہے(۱)۔

جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مجلس قضاء یعنی عدالت میں لفظ اشہد کے ساتھ اثبات حق کے لئے سچی بات کی خبر دینا شہادت کہلاتا ہے(۲)۔

اثبات حق کے لئے شہادت دینا ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے اور شہادت کو چھپانا ایک گناہ گردانا گیا ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ ﴿وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾(۳)۔

''اور گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں(۴)''

اور

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾(۵)

''اور شہادت (گواہی) نہ چھپاؤ جو شہادت کو چھپائے گا تو یقیناً اسکا قلب مجرم ہوگا۔''(۶)

ادائے شہادت کیلئے فقہاء کے بعض اختلافات کے ساتھ حسب ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہیں۔ گواہ کا عاقل و بالغ ہونا، مسلمان ہونا، بصارت رکھنے والا، قوت گویائی والا، عدم اتہام کا ہونا، گواہی کا عدالت میں ہونا وغیرہ(۷)۔

دیوانی معاملات کے حوالہ سے فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابل قبول ہوگی البتہ جمہور کے نزدیک حدود و قصاص میں عورت کی شہادت قبول نہیں ہے جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ حدود اور قصاص میں بھی عورت کی گواہی قابل قبول ہے۔ جمہور اپنی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کرتے ہیں کہ

﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾(۸)

''اور تم اپنے مردوں میں سے دو شاہدوں کو گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد میسر نہ ہو، تو جن گواہوں کو قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہو جائیں(۹)۔

جمہور فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ شہادت دینے کے لیے یہ نصاب دیوانی مقدمات تک محدود ہے جبکہ حدود اور قصاص میں ان کی شہادت مقبول نہیں ہوگی جیسا کہ قرآن کی رو سے اثبات حد زنا کے لیے الذکورہ (مرد کا ہونا)

شرط ہے یعنی یہ کہ چاروں گواہ مرد ہونگے اور اس میں عورت کی گواہی مقبول نہیں ہوگی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُواْ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُواْ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾(۱۰)۔

''اور تمھاری بیویوں میں جو بدکاری کی مرتکب ہوں تو تم ان عورتوں کے خلاف اپنوں میں سے چار مردوں کی گواہی لاؤ پھر اگر وہ چاروں گواہی دے دیں تو تم ان بدکار عورتوں کو گھروں میں اس وقت تک قید رکھو کہ ان کو موت اٹھالے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ مقرر کرے''(۱۱)۔

چونکہ اس آیت میں چار کا عدد مذکور ہے جو کہ ایک قطعی نص ہے جبکہ قرآن ہی کی رو سے ایک مرد کی شہادت دو عورتوں کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى﴾(۱۲)۔

''اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو جن گواہوں کو تم قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہو جائیں تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلا دے''(۱۳)۔

ان دونوں آیات کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اثبات حد زنا میں چار گواہوں کے لانے کا حکم ہے اس لئے حد زنا میں صرف چار گواہوں پر اکتفا کرنا ہوگا کیونکہ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ اسمیں عورت گواہی دیتی ہے تو اگر گواہی دینے کے لئے تین مرد اور دو عورتیں ہو جائے تو پھر یہ تعداد چار نہیں پانچ ہو جائیگی اور یہ نص کی مخالفت ہوگی پھر ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں میں نسیان کا احتمال ہوتا ہے جسکی وجہ سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور شبہات کے ہوتے ہوئے حدود کا نفاذ نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ

"ادرؤا الحدود بالشبهات"(۱۴)

''یعنی شبہات کے ہوتے ہوئے حدود کو دفع کرو۔''

مذکورہ بالا بیان پر چاروں مذاہب کے فقہاء کا اتفاق ہے(۱۵)۔

اس کے بالمقابل بعض آثار ایسے موجود ہیں جن کی رو سے تمام مقدمات میں عورتوں کی مقبول ہے۔
مثلاًعن عطا بن ابی رباح قال: تجوز شهادة النسآء مع الرجال في كل شيء وتجوز على الزنا امرأتان مع ثلاثة رجال(۱۶)۔

عطاء بن ابی رباح (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ تمام امور میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز ہے۔مقدمۂ زنا میں دو عورتوں اور تین عورتوں کی شہادت جائز ہے۔

اسی حوالے سے ایک اور اثر ہے:

قال ابن شهاب: تجوز شهادة النساء على القتل إذا كان معهن رجل واحد(۱۷)۔

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مقدمہ قتل میں عورتوں کی گواہی جائز ہوگی اگر ان کے ساتھ ایک مرد ہو۔

اسی طرح ابن حزم کے نزدیک یہ جائز ہے کہ ہر مرد کی بجائے دو عادل عورتیں ہوں ان کے نزدیک تین مرد دو عورتیں ہوں، دو مرد چار عورتیں ہوں، ایک مرد، چھ عورتیں ہوں یا صرف آٹھ عورتیں ہوں اور مرد نہ ہوں تو یہ بھی جائز ہے(۱۸)۔

جہاں تک دلائل کا تعلق ہیں تو جمہور ایک تو وہی آیت مذکورہ یعنی ''اربعۃ منکم''(۱۹) کا حوالہ دیتے ہیں اور ساتھ ان آیات کا بھی دیتے ہیں کہ ﴿ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءَ﴾(۲۰) ''پھر چار گواہ اپنے دعوے پر نہ لاسکیں''(۲۱)۔

جمہور فقہاء کا کہنا ہے کہ چونکہ ان آیات میں الفاظ ''اربعة شهداء'' اور ''أربعة منكم'' آئے ہیں اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب تمیز مذکر ہو تو ممیز مؤنث ہوگا جیسا کہ اربعہ شہداء میں ہے(۲۲)۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدود میں عورتوں کی شہادت قبول نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد صرف مرد گواہ ہو سکتے ہیں۔جبکہ وہ فقہاء جن کے نزدیک حدود میں عورت کی گواہی کی کوئی ممانعت نہیں وہ اپنی دلیل میں قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں کئی مقامات پر شهداء لفظ استعمال ہوا ہے۔

مثلاً

﴿وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾(۲۳)

اور گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں''(۲۴)

اور

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامِینَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ﴾(۲۵)

''اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے گواہی دینے والے رہو''(۲۶)۔

اور

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامِینَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ﴾(۲۷)۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لئے راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ شہادت دینے والے رہو(۲۸)۔

مفسرین کے نزدیک ان آیات میں شہداء (گواہان) کا لفظ قطعی طور پر مردوں اور عورتوں کو شامل ہے(۲۹)۔

اسی طرح قرآن پاک میں استعمال ہونے والے دوسرے اعداد، ثلاثہ، خمسہ وغیرہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذکر ہونے کے باوجود ان کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہوا ہے۔ مثلاً

﴿مَا یَکُونُ مِن نَّجْوَی ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ﴾(۳۰)

کہیں تین آدمیوں کا خفیہ مشورہ ایسا نہیں ہوتا جہاں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ کہیں پانچ کا کوئی خفیہ مشورہ ہوتا ہے جن میں چھٹا وہ نہ ہو(۳۱)۔

اور

﴿فَکَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاکِینَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِیکُمْ أَوْ کِسْوَتُهُمْ﴾(۳۲)

''سو کسی پختہ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا وہ کھانا دینا جو تم اپنے گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دینا''(۳۳)

فقہاء کے نزدیک ان آیات میں اعداد کے تحت عورتیں بھی آتی ہیں۔ یعنی اگر کسی نے بھی مسکین

عورتوں کو کھانا کھلایا یا کپڑے پہنائے تو کفارہ ادا ہو جائے گا (۳۴)۔

اسی پر اربعة شهداء کو قیاس کیا جاتا ہے کہ وہاں پر شهداء جو تمیز مذکر ہے۔ اور ممیز اربعۃ مؤنث ہے اسلئے اس میں بھی عورتوں کو شہادت دینے کے لئے اہل سمجھا جائے گا۔

اسی طرح جمہور عورتوں کی گواہی کے عدم قبول کے لئے امام زہری کا یہ اثر بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

"مضت السنة من لدن رسوا الله ﷺ والخليفتين من بعده ان لا تقبل شهادة النساء فى الحدود والقصاص" (۳۵)

''کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے بعد دونوں خلفاء کے دور سے سنت چلی آ رہی ہے کہ حدود اور قصاص مین عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہے۔

جبکہ ان فقہاء کے نزدیک کہ عورتوں کی گواہی حدود اور قصاص میں قابل قبول ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام زہریؒ کا یہ اثر کئی وجوہ سے ضعیف ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک اسماعیل بن عباش ہے جبکہ دوسرا احجاج بن ارطاۃ ہیں۔

اسماعیل بن عیاش کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں:

"قال البخاري إذا حدث عن أهل بلدته فصحيح وإذا حدث عن غيره ففيه نظر" (۳۶)۔

''جب اسماعیل بن عیاش اپنے اہل وطن سے روایت کریں تو یہ (روایت) صحیح ہے لیکن جب دوسروں سے روایت کریں تو اس میں نظر ہے۔

قال ابن معين والنسائى ليس بالقوى۔

ابن معین اور نسائی نے فرمایا کہ: (ابن عیاش) قوی (راوی) نہیں۔

قال أحمد: روى عن الزهري ولم يره (۳۷)۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

"وقال الدارقطني لا يحتج به" ''یعنی (ان سے روایت) حجت نہیں''۔

اور دوسرا یہ کہ یہ مراسیل زہریؒ میں سے ہے۔ جبکہ ائمہ حدیث نے امام زہریؒ کی مرسل روایات کو خاص طور پر کمزور قرار دیا ہے۔ کیونکہ امام زہریؒ کا شمار تابعین کے تیسرے طبقہ میں ہوتا ہے جن کی اکثر روایات تابعین سے مروی ہیں (۳۸)۔

انہی وجوہات کی بناء پر یہ رائے بھی قائم کی گئی ہے کہ حدود اور قصاص میں عورتوں کی گواہی قابل قبول ہو گی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ایک مرد کی بجائے دو عورتیں ہوں۔ کیونکہ آیت میں یہ منصوص ہے۔

"فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان ممن ترضون من الشھداء"(۳۹)۔

'اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو جن گواہوں کو تم قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہو جائیں(۴۰)'

خلاصہ:

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ جمہور علماء خاص طور پر سورۃ البقرہ کی آیت ۲۸۲، النساء آیت ۱۵، النور آیت ۱۳ اور امام زہریؒ کے اثر کو مستدل بنا کر حدود اور قصاص میں عورت کی شہادت کو قابل قبول نہیں سمجھتے۔ جبکہ عطاءؒ، حمادؒ اور ابن حزمؒ البقرہ کی آیت ۲۸۲، النساء کی آیت ۱۳۵، المجادلہ کی آیت ۷ سے استدلال کر کے دیگر عالات کی طرح حدود اور قصاص میں عورت کی شہادت کو قابل قبول سمجھتے ہیں جبکہ امام زہریؒ کے اثر کے بارے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ اثر ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب الافریقی مادۃ شھد، بیروت دار الفکر بلیاوی، مولانا عبد الحفیظ، مصباح اللغات، مادۃ شھد، ملتان مکتبہ امدادیہ۔

۲۔ ابن الہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر ج ۶/ ۴۴۶، بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۹۸۶، ابن عابدین، الشیخ محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار ۴/ ۴۱۱، بیروت، دار احیاء التراث العربی الدردیر، احمد الدردیر الشرح الکبیر ۴/ ۱۶۴، بیروت، دار الفکر۔

۳۔ البقرۃ ۲: ۲۸۰

۴۔ سعید دہلوی، ملتان کشف القرآن، کراچی مکتبہ رشیدیہ، ج ۱ ص ۷۵۔

۵۔ البقرۃ ۲: ۲۸۳

۶۔ کشف القرآن، ج ۱، ص ۵۷

۷۔ فتح القدیر، ج ۶، ص ۴۴۶

۸۔ البقرۃ ۲: ۲۸۳

۹۔ کشف القرآن، ج ۱، ص ۷۵

۱۰۔ النساء ۴: ۱۵

۱۱۔ کشف القرآن، ج ۱، ص ۱۱

۱۲۔ البقرۃ ۲: ۲۸۲

۱۳: کشف القرآن، ج ۱، ص ۷۵

۱۴: علاؤ الدین بن علی بن حسام، کنزل العمال، کتاب الحدود، باب فی وجوب الحدود، حدیث نمبر ۱۲۹۵۷، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۵۔ فتح القدیر ۴/ ۱۴

الشربنی، الشیخ محمد، مغنی المحتاج ۴/ ۴۴۱، بیروت، دار الفکر، ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ، المغنی ۲/ ۴۱۰ عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی ۲/ ۴۱۰، بیروت، دار الکاتب العربی۔

۱۶۔ عبدالرزاق، الامام، المصنف، ج۸، ص۳۲۹۔
العثمانی، مولانا ظفر احمد، اعلاء السنن، ج۱۰، ص۱۸۱، بیروت دارالکتب العلمیہ التشریع الجنائی ۲/ ۴۱۱
۱۷۔ ایضاً۔
۱۸۔ ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید ،المحلی بالآثار، ط۔ مکۃ المکرّمہ، دارالباز للنشر والتوزیع ۱۹۹۸، ج۸، ص۴۷۶۔
۱۹۔ النساء۴: ۱۵
۲۰۔ النور۲۴: ۱۳
۲۱: کشف القرآن، ج۲، ص۵۵۸
۲۲: عثمانی، سراج الدین، هداية النحو، ص۵۶، دارالاشاعت العربیۃ، قندہار، افغانستان۔
۲۳۔ البقرۃ۲: ۲۸۲
۲۴۔ کشف القرآن، ج۲، ص۷۵
۲۵۔ النساء،۴: ۳۵
۲۶۔ کشف القرآن، ج۱، ص۱۵۷
۲۷۔ المائدہ۵: ۸
۲۸۔ کشف القرآن، ج۱، ص۱۷۲
۲۹۔ الصابونی، محمد علی، مختصر تفسیر ابن کثیر، دارالقرآن الکریم، بیروت۔
۳۰۔ المجادلۃ ۵۸: ۷
۳۱۔ کشف القرآن، ج۲، ص۸۶۱
۳۲۔ المائدہ، ۵: ۸۹
۳۳۔ کشف القرآن، ج۱، ص۱۹۴
۳۴۔ پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، التفسیر المظہری ج۳، ص۱۶۴، ط کوئٹہ بلاچستان بک ڈپو۔
۳۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف کتاب الحدود باب فی الشہادۃ النساء فی الحدود، ج۱۰: ص۸۵، کراچی، ادارۃ

القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

۳۶۔ الذہبی، میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۴۱، ط، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔

۳۷۔ ایضاً، ج۱،ص۴۵۸

۳۸۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص۱۱۱، ط- بیروت داراحیاء التراث العربی۔

۳۸۔ البقرۃ۲:۲۸۲

۳۹۔ کشف القرآن: ج۱،ص۲۵